بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰۤاَیُّہَا ... عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

الفضل قادیان

خطبہ نمبر (۱۴)

ایڈیٹر غلام نبی — یوم شنبہ

جلد ۳۰ | ۳۰ ماہ ہجرت ۱۳۲۱ ش | ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ | ۳۰ ماہ مئی ۱۹۴۲ء | نمبر ۱۲۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۸ ماہ ہجرت ۱۳۲۱ ہش سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج دس بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو پیٹ پر بال توڑ کی شکایت ہے جس میں بیٹھ کر کام کرنے کی وجہ سے ورم اور درد زیادہ ہو گیا ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سر درد کی تکلیف ہے۔ حضرت ممدوحہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔

آج مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر انتظام باب الانوار سے قادر آباد جانے والی سڑک پر مٹی ڈالی گئی۔ کام ساڑھے چھ بجے صبح سے نو بجے تک ہوا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شرکت فرمائی۔ اور مٹی سے بھری ہوئی ٹوکریاں اٹھا کر سڑک پر ڈالیں (مفصل آئندہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

خطبۂ جمعہ

واقعۂ ڈلہوزی کے متعلق حکومت کا اظہار افسوس قبول کر لیا گیا ہے

غربائے قادیان کیلئے پانچ سو من غلہ کی تحریک اور بیرونی غرباء کی امداد کیلئے تاکید

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۲ ماہ ہجرت ۱۳۲۱ ہش مطابق ۲۲ مئی ۱۹۴۲ء

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

قریباً نو مہینے کا عرصہ گذرا۔ کہ میں نے ایک خطبہ میں جو اسی مسجد میں میں نے پڑھا تھا۔ اس واقعہ کا ذکر کیا تھا۔ جو

ڈلہوزی کے سفر میں

مجھے پیش آیا۔ میں نے جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ یہ واقعہ اس قسم کا ہے کہ اگر اس کی طرف گورنمنٹ مناسب توجہ نہ کرے۔ تو جائز اور قانونی صورتوں کے ساتھ ہمیں

گورنمنٹ پر دباؤ ڈالنا پڑے گا

تاکہ وہ انصاف کو قائم کرے اور ظلم کا انسداد کرے۔ پھر میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت کو دوبارہ اس طرف توجہ دلائی تھی۔ اور کہا تھا۔ کہ اگر ضرورت پڑی۔ تو انفرادی طور پر میں جماعت کے احباب کو ان قربانیوں کے لئے بلاؤں گا۔ جو میرے نزدیک انصاف کے قیام کے لئے ضروری ہیں۔ باوجود اس کے کہ میں نے کہہ دیا تھا۔ کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا جبکہ دوستوں کو اپنے

نام پیش کرنے کی ضرورت

ہو۔ اور یہ کہ ابھی ہمیں گورنمنٹ کو وقت دینا چاہیئے۔ تاکہ اگر وہ اس واقعہ پر اظہار افسوس کرنا چاہے۔ تو کر دے۔ پھر بھی ہماری جماعت کے بعض مخلصوں نے اسی وقت اپنے نام پیش کرنے شروع کر دیئے تھے۔ اور بعض نے اعلان کا انتظار کیا۔ گو دلوں میں ہر قربانی پر آمادہ ہو گئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ یہ سوال نو مہینے تک برابر گورنمنٹ اور ہمارے درمیان چلتا رہا۔ اس کے متعلق گورنمنٹ نے لوکل تحقیقات بھی کرائی ہے۔ اور پھر پولیس کے ڈی۔ آئی۔ جی بھی یہاں تحقیقات کے لئے آئے تھے۔ غالباً دسمبر یا نومبر کا مہینہ تھا جبکہ وہ آئے۔

ایک حاسد

نے گذشتہ ایام میں لکھا تھا۔ کہ احمدی جماعت اپنا نظام بیچتی ہے۔ تم کو نظام نے کیا فائدہ دیا۔ ڈلہوزی کے واقعہ پر ہی گورنمنٹ تمہاری کوئی تسلی نہ کر سکی۔ میں نے اس وقت جواب میں کچھ لکھنا مناسب نہیں سمجھا تھا کیونکہ ابھی معاملہ چل رہا تھا۔ حالانکہ

اس کا جواب

میں اسی وقت دے سکتا تھا۔ کہ جہاں تک امام جماعت احمدیہ کا سوال ہے۔ گورنمنٹ شروع میں ہی اظہار افسوس کر چکی تھی۔ لیکن ہماری بحث گورنمنٹ سے یہ نہیں تھی۔ کہ امام جماعت احمدیہ سے یہ واقعہ پیش نہیں آنا چاہیئے تھا بلکہ ہماری بحث یہ تھی۔ کہ کسی ہندوستانی سے بھی ایسا واقعہ نہیں ہونا چاہیئے چنانچہ گورنمنٹ نے جو مجھے اس وقت

چٹھی

لکھی تھی۔ اس میں اس نے لکھا تھا۔ کہ افسوس ہے کہ ہمیں غلطی لگی۔ اور ہمیں اس وقت یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ امام جماعت احمدیہ کا اس سے کوئی تعلق ہے۔ میں نے اسی وقت اس چٹھی کے جواب میں گورنمنٹ کو لکھ دیا تھا۔ کہ میری اس جواب سے تسلی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ میرا سوال

انصاف کے قیام کے متعلق

ہے۔ میرا سوال یہ نہیں۔ کہ امام جماعت احمدیہ سے اس قسم کا واقعہ پیش نہیں آنا چاہیئے تھا بلکہ میرا سوال یہ ہے۔ کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے۔ کہ کسی ہندوستانی کو بھی ایسا واقعہ پیش نہ آئے۔ پس اس کا یہ اعتراض کہ جماعت کے نظام کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔

بے محل اعتراض

تھا۔ کیونکہ جہاں تک امام جماعت احمدیہ کا تعلق تھا۔ گورنمنٹ چند دنوں کے اندر اندر معذرت کا اظہار کر چکی تھی۔ اور میں نے اس معذرت کو قبول نہیں کیا تھا۔ اس لئے کہ میرے نزدیک امام جماعت احمدیہ ہونے کی حیثیت سے حکومت کی معذرت کافی نہ تھی۔

درحقیقت کوئی مومن صرف اس بات پر خوش نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کے ساتھ بدسلوکی نہیں ہوتی۔ بلکہ

مومن کا کام

یہ ہے کہ وہ کسی کے ساتھ بھی بدسلوکی نہ دے۔ بہرحال گورنمنٹ کی وہ چٹھی ہمارے پاس موجود ہے۔ اور اس سے اس معترض کے اعتراض کا جواب ہو سکتا ہے۔ کہ اس رنگ میں ازالہ پہلے ہی گورنمنٹ کر چکی ہے۔ مگر

ہمارا مطالبہ گورنمنٹ سے

یہ نہیں تھا۔ اور نہ ہمیں اس معاملہ میں درحقیقت کوئی ایسا خیال ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جہاں تک امام جماعت احمدیہ کا سوال ہے۔ امام جماعت احمدیہ ہونے کے لحاظ سے اور سلسلہ احمدیہ کے لحاظ سے ہمارا یقین ہے۔ کہ جو خدائی سلسلے ہوتے ہیں۔ ان کے کارکنوں کی کوئی شخص ہتک نہیں کر سکتا۔ اور جو بظاہر شکلیں نظر آتی ہیں۔ وہ ان ہتک کرنے والوں کا

اپنی گردنوں پر اپنا وار

ہوتا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ سجدہ میں گئے تو ابوجہل نے اونٹ کی اوجھڑی اور آنتڑیاں لا کر آپ کے ... پر رکھ دیں

اونٹ کی اوجھڑی اور انتڑیاں بڑی بھاری چیز ہیں۔ پھر وہ گندی اور غلیظ چیز ہیں۔ مگر بہرحال اس نے ایسا کیا۔ اب اس نے تو اپنے دل میں سمجھا ہوگا۔ کہ اس نے اس فعل سے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک

کردی۔ مگر جاننے والے جانتے تھے۔ جاننے والے جانتے ہیں۔ اور جاننے والے جانتے رہیں گے۔ کہ ابوجہل نے اونٹ کی اوجھڑی اور اونٹ کی انتڑیاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن پر نہیں رکھیں۔ بلکہ اس نے اپنی اوجھڑی اور اپنی انتڑیاں اپنی گردن میں لٹکائی تھیں۔ اب واقعہ تو یہ ضرور ہوا۔ کہ اونٹ کی اوجھڑی اور انتڑیاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن پر رکھی گئیں۔ چنانچہ ساری تاریخیں بتاتی ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ واقعہ ہوا۔ اور تاریخوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف ہوئی۔ اور آپ سجدہ سے اپنا سر نہ اٹھا سکے۔ یہاں تک کہ بعض صحابہ گئے۔ اور انہوں نے اس بوجھ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سے دور کیا۔ مگر اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کیا ہتک ہوگئی۔ آج تک ہم فخر سے اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں۔ اور ہم جب کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن پر ابوجہل نے اونٹ کی اوجھڑی اور انتڑیاں لاکر رکھ دیں۔ تو ہمارے دل شرمندگی محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اس نے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کی صداقت کا ثبوت

لوگوں کے سامنے پیش کردیا۔ کیونکہ ہمیشہ دنیا دار لوگ انبیاء کی مخالفت کرتے ان کو دکھ دیتے۔ انہیں قسم قسم کی اذیتیں پہونچاتے۔ اور ہر رنگ میں ان کی ہتک کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر یہ ہتک ان رسول کی نہیں ہوتی۔ بلکہ خود دشمنوں کی ہوتی ہے ہمیں قادیان میں ایک دفعہ

غیر احمدیوں کا جلسہ

ہوا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی انہوں نے تقریر کے لئے بلایا۔ انہوں نے بڑے فخر سے بیان کیا۔ کہ قادیانی میرے مقابلہ میں اپنی کامیابی کے دعوے کرتے رہتے ہیں۔ ان کا امام میرے ساتھ کلکتے تک چلے۔ اور پھر دیکھے کہ قادیان سے کلکتے تک کس کو پھول پڑتے ہیں۔ اور کس پر پتھر برستے ہیں۔ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے

جھوٹے ہونے کی خود شہادت دے دی ہے

کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ پتھر ابوجہل کو پڑے تھے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پڑے تھے۔ پتھر فرعون کو پڑے تھے یا موسیٰ کو پڑے تھے۔ بے شک اگر میں ان کے ساتھ جاؤں تو قادیان سے کلکتے تک ان پر پھول پڑیں گے۔ اور مجھ پر پتھر۔ مگر اس طرح قادیان سے کلکتے تک کی زمین کا ہر چپہ یہ شہادت بھی دے گا۔ کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہوں۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب ابوجہل کے مثیل ہیں ہر پھول جو ان پر پڑے گا۔ وہ انہیں ابوجہل ثابت کرے گا۔ اور ہر پتھر جو مجھ پر پڑے گا وہ مجھے

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب

اور آپ کا خلیفہ ثابت کرے گا۔ غرض ان باتوں سے کیا بنتا ہے؟ ان سے خدائی سلسلوں کی ہتک نہیں ہوا کرتی۔ صرف اس سے اس کینے اور بغض کا پتہ چل جاتا ہے۔ جو مخالفوں کے دلوں میں ہوتا ہے۔ اور یہی

کینہ اور بغض

بعض دفعہ گورنمنٹ کے بعض افسروں میں بھی پایا جاتا ہے۔ وہ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے پہلے ہی دوسرے مذاہب کے لوگوں سے تعصب رکھتے ہیں۔ پھر جب افسر بنتے ہیں۔ تو اس وقت بھی اس تعصب کا شکار ہوتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو ایک تھانیدار جب اپنی کرسی پر بیٹھتا ہے تو اس وقت اسلام کا تعصب یا ہندو مذہب کا تعصب یا سکھ مذہب کا تعصب اس کے دل سے نکل تو نہیں جاتا۔ ہزارہا واقعات دنیا میں ایسے ہوتے رہتے ہیں جن کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ فلاں مسلمان تھانیدار تھا۔ اس لئے اس نے مسلمانوں کی رعائت کی یا فلاں ہندو تھانیدار تھا۔ اس نے ہندوؤں کی رعائت کی۔ یا فلاں سکھ تھانیدار تھا اس نے سکھوں کی رعائت کی۔ ابھی گزشتہ دنوں

ڈھاکہ میں فسادات

ہوئے تھے۔ گورنمنٹ نے بڑے بڑے معزز افسر اس کی تحقیق کے لئے بطور کمیشن مقرر کئے کل پرسوں ہی ان کی رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ ہم تحقیقات کے بعد اس نتیجے پر پہونچے ہیں۔ کہ فسادات کے دوران میں

پولیس کے افسروں نے تعصب سے کام لیا

اور جس جس مذہب کے ساتھ کوئی پولیس افسر تعلق رکھتا تھا۔ اس مذہب کے افراد کو اس نے بچانے کی کوشش کی۔ تو یہ تعصب دلوں سے نکل تو نہیں جاتا سوائے اس کے کہ جہاں کوئی حقیقی نقصان پہونچنے والا ہوتا ہے۔ وہاں اللہ تعالےٰ دلوں پر تصرف کرکے حالات کو بدل دے تو اور بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا یہ ایک مشہور واقعہ ہے۔ کہ ایک پادری نے آپ پر نالش کی۔ اور یہ نالش امرتسر میں ہوئی۔ ہوسکتا تھا۔ کہ وہ مقدمہ امرتسر میں ہی چلتا۔ مگر وہاں سے ڈپٹی کمشنر کو خیال پیدا ہوا۔ یا اسے گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر نے جب تعمیل کے لئے سمن گورداسپور پہونچے تو لکھا۔ کہ امرتسر میں یہ مقدمہ نہیں ہوسکتا۔ اور اس نے اس بات کو تسلیم کرلیا۔ گو ہمارے وکلاء کہتے ہیں کہ یہ اس کی غلطی تھی۔ یہ مقدمہ امرتسر میں بھی چل سکتا تھا۔ مگر بہرحال یہ مقدمہ گورداسپور میں دائر ہوا۔ اس وقت گورداسپور میں ایک ایسے ڈپٹی کمشنر صاحب تشریف لائے ہوئے تھے جو

سخت متعصب عیسائی

تھے۔ اب تو وہ ہماری جماعت کے گہرے دوست ہیں۔ اور اس نشان کا وہ ہمیشہ ذکر کیا کرتے ہیں۔ مگر اس وقت ان کی یہ حالت تھی۔ کہ جب وہ گورداسپور میں آئے۔ تو انہوں نے اپنے بعض اہلکاروں سے کہا کہ میں نے سنا ہے اس ضلع میں ایک شخص مسیح ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور اس طرح ہمارے خداوند یسوع مسیح کی ہتک کرتا ہے۔ کیا اب تک اسے کسی افسر نے گرفتار کرنے کی کوشش نہیں کی۔ غرض اس وقت وہ سخت تعصب رکھتے تھے۔ اور مقدمہ امرتسر سے چل کر انہی کے پاس پہونچا۔ انہوں نے مقدمہ کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے اپنی عدالت میں ہی رکھ دیا۔ اب ایک ایسا انسان جس کے دل میں اس قسم کا تعصب ہو۔ اس کے متعلق یہ بالکل ممکن تھا کہ ایک طرف کی باتیں اس پر اثر کرجاتیں۔ اور وہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف فیصلہ

کردیتا بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ یہ مقدمہ ایک پادری کی طرف سے تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ کے تصرفات کو دیکھو۔ کہ اس مقدمہ کی پیشی بٹالہ میں ہوئی۔ اور پہلا تغیر خدا تعالےٰ نے اس رنگ میں کیا کہ باوجود اس بات کے کہ انسپکٹر پولیس غیر احمدی مسلمان تھا۔ اور سررشتہ دار بھی غیر احمدی مسلمان تھا۔ اور اس وجہ سے ان سے مخالفت کا زیادہ ڈر تھا۔ مگر وہ دونوں شریف الطبع تھے۔ جو دوست اس وقت سررشتہ دار تھے۔ اور جو بعد میں احمدی بھی ہوگئے تھے۔ ان سے جب ڈپٹی کمشنر نے اس مقدمہ کا ذکر کیا۔ اور ان سے مشورہ لیا۔ تو انہوں نے کہا مرزا صاحب بڑے شریف آدمی ہیں۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کے بہت وفادار ہیں۔

مقدمہ کے بعد

جو صورت ہو وہ ہو مگر مقدمہ سے پیشتر کوئی ایسی کارروائی نہیں ہونی چاہیئے۔ جس سے ان کی کسی رنگ میں ہتک ہو۔ پھر انہوں نے پولیس سے مشورہ لیا۔ تو انسپکٹر پولیس جن کا نام غالباً جلال الدین تھا۔ انہوں نے بھی یہی مشورہ دیا۔ آخر انہوں نے ایسے رنگ میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بلایا۔ جس میں آپ کا اعزاز قائم رہتا تھا۔ جب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام عدالت میں

پہونچے۔ تو اللہ تعالےٰ نے ڈپٹی کمشنر پر ایسا اثر کیا۔ کہ بجائے اس کے کہ وہ آپ کو ملزموں کے کٹہرے میں کھڑا کرتا اس نے کمرۂ عدالت میں اپنے پاس کرسی بچھا کر آپ کو اس پر بٹھا دیا۔ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مقدمہ دائر ہونے کی خوشی

Circumstances, no superior police officer was available in Dalhousi, to take charge of this action and enquiry seems to show that the junior officer who was in charge displayed a lack of tact and consideration in carrying out his duties. Suitable action has been taken against this officer and the subordinate officials concerned and I am to express the great regret of the Punjab Government for any unnecessary inconvenience which may have been caused to you and your household in consequence. It need hardly be said that no kind of insult or indignity was intended to you personally or to the religious body of which you are the respected head.

I have the honour
to be your holiness
your most obedient
servant

F. B. Wace
Home Secretary to
Government Punjab.

اس

چٹھی کا ترجمہ

یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ اس واقعہ کے متعلق جو گزشتہ ستمبر میں ڈلہوزی میں آپ کے گھر پر ہوا تھا۔ اور جس میں پولیس نے ایک ضبط شدہ ٹریکٹ کے متعلق کارروائی کی تھی۔ اس وقت تک تحقیقات کرتی رہی ہے۔ اور اب اس کے متعلق مندرجہ ذیل تحریر بھجواتی ہے۔

بعض اتفاقی واقعات کی وجہ سے

جو قابل افسوس ہیں پولیس کا کوئی اعلےٰ افسر اس وقت ڈلہوزی میں موجود نہیں تھا۔ جو اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیتا۔ مگر یہ بات تحقیقات سے ثابت ہے۔ کہ جونیر افسر انچارج نے اپنے فرائض کے ادا کرنے میں عقل اور پوری توجہ سے کام نہیں لیا۔ گورنمنٹ نے اس افسر اور ماتحت افسروں کے خلاف جن کا اس واقعہ سے تعلق تھا مناسب کارروائی کی ہے۔ اور مجھے گورنمنٹ پنجاب کیطرف سے ہدایت ہوئی ہے۔ کہ میں اس بارہ میں تحریر کروں۔ کہ گورنمنٹ پنجاب کو اس تکلیف پر جو آپ کو یا آپ کے خاندان کے لوگوں کو پہونچی ہوگی شدید افسوس ہے آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اس امر کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ اس واقعہ سے کسی قسم کی ہتک یا تحقیر مدنظر نہیں تھی آپ کی ذات کی یا اس مذہبی جماعت کی جس کے آپ معزز سردار ہیں۔

گو

اس چٹھی میں

ان بعض سوالات کا جو ہم نے اٹھائے ہوئے تھے جواب نہیں دیا گیا۔ مگر بہر حال اس میں گورنمنٹ نے اس طریق کو اختیار نہیں کیا جو پہلے کیا تھا۔ کہ اگر ہمیں معلوم ہوتا۔ کہ اس میں آپ کا تعلق ہے۔ تو ایسا واقعہ نہ ہوتا۔ بلکہ محض واقعہ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ قابل افسوس ہے۔ اور ان افسروں کو سزا دی گئی ہے۔ جو اس کے ذمہ وار ہیں۔ میں نے جنگ کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ کے اس

اظہار افسوس کو قبول کر لیا ہے

اور اسے لکھ دیا ہے۔ کہ ہم اس واقعہ کو اب ختم شدہ سمجھتے ہیں۔

میں جہاں تک سمجھتا ہوں گو گورنمنٹ نے یہ ماننا مشکل ہے۔ کہ اس واقعہ کی بنیاد بعض اعلےٰ حکام کی سلسلہ احمدیہ سے مخالفت ہے۔ کیونکہ واقعات بتاتے ہیں۔ کہ جن امور کی وجہ سے یہ کارروائی کی گئی ہے۔ وہ ڈیڑھ سال پہلے کے تھے۔ اور اس کی ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بھی اطلاعیں دی جا چکی تھیں۔ ان مخالف افسروں میں سے مثال کے طور پر میں

سی۔ آئی۔ ڈی کے ایک اعلیٰ افسر کا ذکر

کرتا ہوں۔ سال سوا سال ہوا انہوں نے ہمارے مبلغ صوفی عبد القدیر صاحب کو بلایا اور ان سے کہا کہ جاپان کے متعلق مجھے وہ معلومات دو جو تم نے وہاں رہ کر حاصل کی ہیں۔ اور جو کارروائیاں وہاں ہو رہی ہیں وہ مجھے بتاؤ۔ صوفی عبد القدیر صاحب نے درست طور پر جواب دیا۔ کہ میں جماعت کا ایک فرد ہوں۔ اور اس کی طرف سے میں جاپان میں تبلیغی خدمت پر مقرر رہا ہوں میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ اگر جماعت کی معرفت مجھ سے جواب مانگا جائے۔ تو میں جواب دے سکتا ہوں۔ ایک مبلغ کی حیثیت سے ان کا یہ جواب بالکل صحیح اور درست تھا۔ دنیا کی

تمام مہذب گورنمنٹیں

پادریوں کو اس قسم کے معاملات میں لپیٹا نہیں کرتیں۔ اور اگر وہ مبلغوں کو بھی اس لپیٹ میں لے لیں۔ تو تبلیغ کرنی مشکل ہو جائے۔ آخر مبلغ دوسرے ملکوں میں تبلیغ کرنے کے لئے جاتا ہے۔ جاسوسی کرنے کے لئے تو نہیں جاتا اگر جاپان اور امریکہ اور روس اور اٹلی اور سپین اور جرمن وغیرہ حکومتوں کو یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ

احمدی مبلغ

انگریزوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔ تو وہ انہیں تبلیغ کی کہاں اجازت دیں گی۔ ایسی صورت میں تو جب کوئی مبلغ ان کے ملک میں جائیگا وہ اسے پکڑ کر باہر نکال دیں گی۔ پس یہ نہایت ہی نامناسب بات ہے۔ کہ کسی جماعت کے مبلغوں کو اس کام پر مامور کیا جائے۔ اس افسر نے صوفی صاحب سے یہ بھی کہا۔ کہ اگر آپ جاپان کے حالات نہیں بتائینگے تو ڈیفنس آف انڈیا رولز کے ماتحت آپکو گرفتار کر لیا جائے گا۔ صوفی صاحب نے کہا اگر آپ نے مجھے گرفتار ہی کرنا ہے۔ تو بے شک کر لیں۔ اس واقعہ کے بعد ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ انہیں

نمبر دس کے بستے میں

رکھ دیا گیا۔ چنانچہ اب تک ان کی مخفی نگرانی کی جاتی ہے۔ یوں مخفی تو نہیں کہ کسی کو اس کا پتہ نہیں جس شخص کی نگرانی کی جاتی ہے۔ اسے تو پتہ لگ ہی جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے دوستوں کو بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ البتہ ظاہر میں پولیس ان کے دروازے پر نہیں بیٹھتی۔ اس کے بعد یکدم وہ پرانا واقعہ جو سال ڈیڑھ سال کا تھا اٹھانا شروع کر دیا گیا۔ پس ہمارے لئے اس بات کے یقین کرنے کی وجوہ موجود ہیں۔ کہ اس میں

بعض اعلےٰ حکام اور بعض سی۔ آئی۔ ڈی کے افسروں کا ہاتھ

تھا۔ چنانچہ ہمارے دوسرے مبلغ مولوی عبد الغفور صاحب کو جو مولوی ابو العطاء صاحب کے بھائی ہیں۔ انہیں بھی دھرم سالہ کے کمشنر کے دفتر میں بلایا گیا۔ اور ان سے کہا گیا۔ کہ کیا تم جاپان کے متعلق ہمیں معلومات دے سکتے ہو۔ یا اگر تمہیں جاسوس بنا کر بھجوایا جائے تو تم یہ کام کر سکتے ہو۔ حالانکہ جس [illegible] یہ بات کہی اس کا ضلع گورداسپور کے کسی فرد کو گورداسپور کی پولیس کی وساطت کے بغیر بلانے کا کوئی اختیار ہی نہیں تھا۔ اس کے ساتھ ہی [illegible] نے یہ دھمکی بھی دی۔ کہ جاپان سے جو لوگ آئے ہیں۔ انہیں گورنمنٹ پکڑ رہی ہے۔ اگر تم نے حالات نہ بتائے۔ تو تمہیں بھی پکڑ لیا جائے گا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ ہزاروں لوگ آئے ہیں۔ جو جاپان سے آئے۔ مگر انہیں کسی گرفتار نہیں کیا۔ صرف سی آئی ڈی کے بعض افسر معلومات حاصل کرنے کے لئے اس قسم کی دھمکی دے دیتے ہیں پس اگر گورنمنٹ کے معنے وزراء کی باقاعدہ مجلس کے ہیں۔ تو میں کہہ سکتا ہوں کہ اس واقعہ میں

گورنمنٹ کا ہاتھ نہیں تھا

لیکن دوسرے بعض حکام اور سی۔ آئی۔ ڈی کے بعض افسروں کا اس میں ہاتھ ضرور تھا۔ انہوں نے ناجائز طور پر ہمارے مبلغوں سے معلومات حاصل کرنا چاہیں۔ تاکہ گورنمنٹ کو بتا کر وہ عزت حاصل کر لیں۔ جیسا کہ صوفی عبد القدیر صاحب کے

مگر جب وہ عزت انہیں حاصل نہ ہوئی۔ تو انہوں نے ایک گذشتہ واقعہ جو ہو چکا تھا۔ اسے نئے سرے سے ایسی شکل دے دی۔ کہ دنیا یہ سمجھے کہ یہ کوئی نیا واقعہ ہوا ہے۔ جب یہاں

ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس

آئے تو میں نے ان کے سامنے ایسے واقعات رکھے۔ جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ڈیڑھ سال کا ایک پرانا واقعہ ہے۔ اور میں نے ان سے پوچھا کہ یہ ڈیڑھ سال کا واقعہ نئی صورت کس طرح اختیار کر گیا۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ یہ ایک

عجیب اتفاق

ہے۔ مگر دنیا میں عجیب اتفاقات ہو ہی جایا کرتے ہیں۔ پھر میں نے دوسری مثال دی کہنے لگے۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے۔ میں نے کہا۔ یہ سارے عجوبے یہاں کس طرح اکٹھے ہو [illegible] اور ان پرانے واقعات نے نئی صورت کس طرح اختیار کر لی غرض ہمارے پاس اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ درحقیقت اس واقعہ میں

بعض بالا افسروں کا ہاتھ

تھا۔ لیکن جو فعل ہوا وہ مقامی آدمیوں سے ہوا۔ گویا وہی لفظ جو اس چٹھی میں استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی "ان فارچون" وہ اس واقعہ پر پوری طرح منطبق ہوتا ہے کہ بدقسمتی سے بعض اور لوگ مارے گئے۔ حالانکہ اصل مجرم اور تھے میں اس وقت [illegible] ساری باتیں اپنے خطبہ میں بیان نہیں کر سکتا اور [illegible] باتیں تو ایسی ہیں۔ جن کا بیان کرنا مناسب بھی نہیں۔ صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس ایسے یقینی ثبوت ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بالا افسر اس کارروائی میں شامل تھے میں یہ ماننے کے لئے تیار ہوں۔ کہ قانوناً جس شکل کو گورنمنٹ کہتے ہیں۔ وہ اس واقعہ کی ذمہ وار نہ تھی۔ مگر بعض اور بھی بالا افسر ایسے ہوتے ہیں۔ جو

گورنمنٹ کے قائم مقام

سمجھے جاتے ہیں۔ اور جب ان کی رائے کسی کے خلاف ہوتی ہے۔ تو ماتحت افسر اسے خود بخود نقصان پہنچانا شروع کر دیتے ہیں پس بیشک اصطلاحی طور پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کا ہاتھ اس واقعہ میں نہیں تھا۔ مگر حقیقی طور پر گورنمنٹ کے بعض افسروں کا اس میں ہاتھ تھا۔ بہرحال چونکہ گورنمنٹ نے قطع نظر اس سے کہ اس واقعہ کا تعلق امام جماعت احمدیہ سے تھا یا نہیں [illegible] طور پر اقرار کیا ہے۔ کہ اس کے افسروں نے

عقل اور [illegible] سے کام نہیں لیا

بلکہ ہتک آمیز طریق [illegible] اختیار کیا۔ جس پر اس نے اظہار افسوس کرتے ہوئے۔ ان افسروں کے خلاف ایکشن لیا ہے۔ جو اس فعل کے مرتکب ہوئے تھے۔ اس لئے جیسا کہ میں نے بتایا ہے میں اس معاملہ کو موجودہ جنگ کے حالات کے پیش نظر ختم کرتے ہوئے۔ دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ

میرا پہلا اعلان

جس میں میں نے انفرادی طور پر جماعت کے احباب کو قربانیوں کے لئے تیار رہنے کیلئے کہا تھا۔ اب ختم ہو گیا ہے۔ اب اس کیلئے کسی تیاری یا بلاوے کی ضرورت پیش نہیں آئیگی۔

(۲)

اسکے بعد ایک اور امر ہے جس کیطرف میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ میں نے گذشتہ خطبات میں جماعت کے دوستوں سے کہا تھا۔ کہ اس سال انہیں

غلہ جمع کرنے کی کوشش

کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ابھی قحط کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور جنگ کے خطرات بھی بڑھتے جاتے ہیں ہم نے

صدر انجمن احمدیہ کے کارکنوں کے متعلق

ایسا انتظام کر دیا ہے کہ کٹوتی کی رقموں کا ایک حصہ انہیں واپس کر دیا جائے۔ اور جن کی کٹوتی کی کوئی رقم نہیں۔ مثلاً وہ بعد میں ملازم ہوئے ہیں۔ انہیں قرض دے دیا جائے۔ اور وہ قرض دس ماہ کے اندر اندر واپس لے لیا جائے۔ لیکن انجمن کے کارکنوں اور تاجروں کے علاوہ

ایک اور طبقہ

بھی ایسا ہے جسے غلہ کی ضرورت ہے۔

تاجر

تو قحط کے آثار کے ساتھ ہی اپنی اشیاء کی قیمتیں بڑھا دیتے ہیں۔ آٹھ آنے کی چیز ہو۔ تو دس آنے کر دیتے ہیں۔ دس آنے کی چیز ہو۔ تو بارہ آنے کی کر دیتے ہیں۔ اس وجہ سے تاجروں کو ان دنوں میں کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بعض تاجر ان دنوں میں پہلے سے بہت زیادہ نفع کما لیتے ہیں۔ پھر جو لوگ

گورنمنٹ کے ملازم

ہیں اور انہوں نے بیوی بچوں کو قادیان بھیجا ہوا ہے۔ وہ اپنی بیوی بچوں کو ہر مہینے خود خرچ بھیجدیتے ہیں اور ان کا گذارہ ہوتا رہتا ہے۔ مگر ان کے علاوہ ایک

غرباء کا طبقہ

ہے۔ جسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ وہ انجمن کے ملازم نہیں کہ انہیں انجمن سے روپیہ مل جائے۔ وہ تاجر نہیں۔ کہ دوکانداری سے نفع کمائیں۔ اُن کے کوئی رشتہ دار باہر ملازم نہیں کہ ان کی طرف سے انہیں ماہوار روپے آتے رہیں۔ اگر خدا نخواستہ قحط پڑے۔ تو ایسے لوگوں کو اپنے لئے روزانہ روٹی مہیا کرنی بالکل مشکل ہو جائے گی۔ کجا یہ کہ وہ سال بھر کے لئے غلہ جمع کر سکیں۔ اس قسم کے کئی لوگ ہیں۔ جو مجھے درخواستیں بھجوا رہے ہیں۔ کہ ہمارے لئے کوئی انتظام کیا جائے۔ اور بعض نے تو یہ لکھا ہے کہ

اگر ہمیں قرض دیا جا سکے

تو قرض ہی دے دیا جائے۔ ہم بعد میں روپیہ واپس کر دیں گے۔ حالانکہ اُن میں سے بعض بے شک ایسے ہیں۔ جو بعد میں قرض ادا کر سکتے ہیں۔ مگر بعض ایسے ہیں۔ جن کی نیت ہی نیت ہے۔ انہیں توفیق نہیں کہ وہ قرض اتار سکیں۔ وہ منہ سے تو کہتے ہیں کہ اگر ہمیں قرض مل جائے۔ تو ہم بعد میں ادا کر دیں گے۔ مگر یا تو وہ اپنے نفس پر بہت زیادہ یقین رکھتے ہیں۔ جو نہیں رکھنا چاہیئے۔ اور یا اُن کا تقویٰ اتنا کامل نہیں۔ کہ وہ وعدے کی اہمیت کو سمجھیں وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس وقت تو قرض مل جائے۔ بعد میں ادا نہ ہو سکا۔ تو معاف کرا لیں گے۔ ورنہ وہ قرض لے کر ادا کر ہی نہیں سکتے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ انہیں ضرورت ہے۔ مگر ضرورت کے پورا کرنے کا کوئی اور طریق ہونا چاہیئے۔ وہ طریق جسے وہ اختیار ہی نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے کس طرح جاری کیا جا سکتا ہے۔ بیشک اس بات کا امکان ہے۔ جیسا کہ گورنمنٹ کوشش کر رہی ہے۔ کہ آئندہ ساونی میں بہت سی زمین کاشت کرا دے۔ اور اس کے نتیجہ میں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکئی اور چاول وغیرہ بکثرت ہو جائے۔ اور

ستمبر اکتوبر میں گندم کا بھاؤ

گر جائے۔ مگر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ اس دفعہ گندم کی پیداوار زیادہ نہیں ہوئی رقبہ زیر کاشت کم تھا۔ اور پھر گندم کی جو پیداوار ہوئی۔ اس کے زیادہ حصہ کو بارش کی وجہ سے نقصان پہنچ گیا۔ اس وجہ سے اس سال گندم کی ہندوستان میں جو پیداوار ہوئی ہے۔ وہ گذشتہ سال سے کئی لاکھ ٹن کم ہے۔ اور پچھلے سال سے

غلہ کے ذخیرے

بھی بہت تھوڑے ہیں۔ گورنمنٹ کا اعلان ہے کہ گذشتہ سال یو۔ پی میں دو ہزار گندم کا کھتہ تھا۔ جو سارا خرچ ہو گیا اور اب صرف تیس کھتے باقی رہ گئے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ قحط پڑ جائے۔ تو دسمبر سے اپریل تک کے ایام گذارنے کتنے مشکل ہو جائیں گے۔ تو یہ غرباء جو ہیں۔ انکی اس صورت میں کیا امداد ہو سکتی ہے؟ آخر یہ تو لوگوں نے کرنا نہیں کہ غلہ اتنا زیادہ جمع کر لیں۔ کہ جب ضرورت ہو۔ اس وقت اپنا غلہ غرباء کو دے دیں۔ اگر اُس وقت غلہ مہنگا ہو جائے۔ تو یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ بعض لوگ غرباء کے لئے روپیہ دے دیں۔ لیکن اگر غلہ ملے ہی نہ تو روپیہ کیا کام دے سکیگا۔ پس اس صورت حالات کا ایک ہی علاج ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ جن لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف ہے کھڑے ہو جائیں۔ اور

غرباء کے لئے غلہ بطور چندہ دیں

میرا خیال ہے کہ قادیان کے جو غرباء ہیں اور جنہیں لازمی طور پر مدد دینی پڑے گی۔ انہیں اس مدد کی آخری مہینوں میں زیادہ ضرورت پیش آئے گی۔ ابتدائی مہینوں میں چونکہ غلہ عام ہے اس لئے ہمیں ان مہینوں کا فکر نہیں۔ زیادہ فکر

دسمبر سے اپریل تک

کے مہینوں کا ہے۔ کہ ان پانچ مہینوں کے لئے اُن کے لئے اتنا غلہ جمع ہو جائے جس سے اُن کا گذارہ ہو سکے۔ اور میرا خیال ہے کہ قادیان کے غرباء کے لئے ہمیں ان پانچ مہینوں کے لئے کم سے کم

پانچ سو من غلہ کی ضرورت

ہوگی۔ میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ جن دوستوں کو خدا تعالیٰ توفیق دے۔ وہ اس امر کو مدنظر رکھیں گے۔ کہ غرباء کی ذمہ واری جماعت پر ہے۔ اور اُن کا فرض ہے کہ جہاں وہ اپنے لئے غلہ جمع کریں۔ وہاں غرباء کی

ضروریات کا بھی خیال رکھیں۔ مثلاً قادیان کے لوگوں میں سے کسی نے دس من غلہ خریدا ہے۔ کسی نے بیس من اور کسی نے تیس یا چالیس من۔ میں نے اپنے ذہن میں سوچا کہ ہماری شریعت نے زکوٰۃ کا طریق ایسے رنگ میں رکھا ہے۔ جو نہایت ہی معقول ہے۔ اور جس سے انسان پر کوئی زیادہ بار نہیں پڑتا۔ پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ

زکوٰۃ کے رنگ میں اپنے غلّہ میں سے غرباء کے لئے غلہ نکالیں

زکوٰۃ چالیسویں حصہ کی ہوتی ہے۔ پس اگر کسی نے دس من غلہ لیا ہو۔ تو وہ اس میں سے دس سیر غلّہ غرباء کے لئے نکالے اور دس سیر غلے کا بوجھ قطعاً ایسا نہیں جو کسی کے لئے ناقابلِ برداشت ہو۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں۔ اگر عورتیں خشکے میں ہی احتیاط سے کام لیں۔ تو دس سیر غلہ کی کمی کو وہ پورا کر سکتی ہیں۔ ہمارے ملک میں عورتیں خشکے پر بہت سا آٹا ضائع کر دیتی ہیں۔ پہلے آٹے کے پیڑے پر کافی خشکہ لگاتی ہیں۔ پھر اس خشکہ کو جھاڑتی ہیں اور جب روٹی پک جاتی ہے۔ تو ایک دفعہ پھر اس پر سے خشکہ جھاڑتی ہیں۔ اگر عورتیں

خشکے میں احتیاط

سے کام لیں۔ تو دس سیر غلہ کی کمی وہ آسانی سے پوری کر سکتی ہیں۔ لیکن فرض کرو۔ اگر کوئی عورت خشکے میں یہ کمی نہیں نکال سکتی۔ تو پھر بھی اس کے نتیجہ میں اگر کسی دن تکلیف پہنچ جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔ چالیسویں حصہ کے حساب سے چالیس دنوں کے بعد ایک دن کا فاقہ بنتا ہے۔ اور یہ کوئی بڑی قربانی نہیں۔ اگر کوئی شخص ۳۹ دن آپ روٹی کھاتا ہے اور ایک دن اپنے غریب بھائی کو کھلا دیتا ہے۔ تو یہ ایک

ادنےٰ سے ادنےٰ قربانی

ہے۔ جو وہ کر سکتا ہے۔ اول تو عورتیں اگر احتیاط سے کام لیں۔ تو فاقہ کی نوبت ہی نہیں آسکتی۔ وہ روٹی کا بہت سا حصہ ضائع کر دیتی ہیں۔ کچھ حصہ جل کر ضائع ہو جاتا ہے۔ کچھ کچا رہ جاتا ہے۔ کچھ زائد پک جاتا ہے۔ اور اس طرح وہ گائیوں اور بھینسوں یا کتوں کے آگے ڈالنا پڑتا ہے۔ یا بعض دفعہ بے وقت روٹی پکالی جاتی ہے اور اس طرح روٹی کا ایک حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ پھر قریباً روزانہ ایسی بے احتیاطی سے روٹی پکائی جاتی ہے کہ ہر گھر میں روٹی آدھ روٹی روزانہ بچ جاتی ہے۔ اگر عورتیں اس بارہ میں احتیاط کریں تو یقیناً وہ اپنے چالیسویں حصہ کی کمی کو پورا کر سکتی ہیں۔ لیکن اگر بفرض محال یہ کمی ان سے پوری نہ ہو سکے تو بھی اسکے معنے یہ بنتے ہیں۔ کہ چالیس دن میں ایک دن کا فاقہ۔ حالانکہ ہمیں اسلام نے روزوں کے ذریعہ

بارہ دن میں ایک دن کا فاقہ

کرنا سکھایا ہے۔ گویا عام دنوں میں جب کوئی خاص مصیبت نہیں ہوتی۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ تم گیارہ دن کھاؤ۔ اور بارھویں دن اپنے غریب بھائیوں کیلئے فاقہ کرو۔ پھر ایسی عظیم الشان مصیبت کے وقت جبکہ غلّہ ملتا ہی نہ ہو۔ چالیس دن میں ایک دن فاقہ کرنا کونسی بڑی بات ہے۔

آج کل

لوگ میری ہدایت کے ماتحت غلّہ خرید رہے ہیں۔ کسی کے گڈے آرہے ہیں کسی کے ہاں مزدور غلّہ لا رہے ہیں۔ کوئی ادھر ادھر پھر کر گندم اکٹھی کر رہا ہے۔ مگر پاس ہی ان کے ہمسایہ میں ایک غریب ہوتا ہے جو کہتا ہے کہ آج تو روٹی کا انتظام ہے کل نہ معلوم کیا ہوگا۔ ایسی حالت میں طبعی طور پر غرباء کے دلوں میں یہ خیال آتا ہے کہ ان کا گذارہ کیسے ہو سکیگا۔ بالخصوص دوسروں کے گھروں میں غلّہ آتے دیکھ کر غریب لوگوں اور انکے بیوی بچوں کے دلوں کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ ایسی نہیں جسے آسانی کیساتھ برداشت کیا جا سکے۔

پس اول تو میں

قادیان والوں سے

کہتا ہوں کہ جنہوں نے غلّے خریدے ہیں۔ ان میں سے جن کو خدا تعالیٰ ہمت اور توفیق دے۔ وہ غلّہ خرید کر اس کا

چالیسواں حصہ

غرباء کیلئے الگ کر لیں اور اپنی بیویوں کو سمجھا دیں کہ تم نے پکانے میں ایسی احتیاط سے کام لینا ہے کہ یہ کمی پوری ہو جائے اور اگر یہ کمی پوری نہ ہوئی۔ تو ہمیں چالیس دنوں میں سے ایک دن فاقہ کرنا پڑیگا۔ پھر باہر کی جماعتوں کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان میں سے جنکو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ بھی اس میں حصہ لیں۔ اس میں روپیہ کی صورت میں وعدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ

غلہ کی صورت میں وعدہ

ہونا چاہیئے۔ یعنی چاہے تو کوئی ایک من غلہ دے دے۔ کوئی دو من غلہ دے دے۔ کوئی تین من غلہ دے دے۔ اور کوئی چار من غلہ دیدے۔ اگر وہ غلّہ نہ دے سکیں تو انہیں رقم بھیجکر لکھ دینا چاہیئے کہ ہمارے اس روپیہ سے اتنا غلّہ خرید کر غرباء کو دے دیا جائے۔ قادیان کے باہر میری اپنی کچھ زمین ہے۔ جو میں نے بٹائی پر دی ہوئی ہے۔ اور کچھ گرو ہے۔ جو پھر واپس مقاطعہ پر لی ہوئی ہے۔ چونکہ اس دفعہ بارش کیوجہ سے فصل کو نقصان ہوا ہے اسلئے اس کا مقاطعہ اور سکے اخراجات اور گورنمنٹ کا معاملہ وغیرہ ادا کر کے کوئی

پچاس من کے قریب غلّہ

بچتا ہے۔ میں نے رات یہ حساب کر کے فیصلہ کیا۔ کہ یہ پچاس من غلہ میں اس چندے میں دیدیتا ہوں۔ پانچسو من غلّے کا مطالبہ ہے جس میں سے پچاس من غلّہ دینے کا میں نے وعدہ کیا ہے اب باقی

صرف ساڑھے چار سو من غلّہ

رہتا ہے۔ جو ساری جماعت کیلئے جمع کرنا کوئی مشکل نہیں۔ ہو سکتا تھا کہ ہماری جماعت کے بڑے بڑے آٹھ دس زمیندار ہی اس غلّہ کو جمع کر دیتے۔ مگر آٹھ دس آدمیوں کے حصہ لینے سے چونکہ ساری جماعت کو ثواب نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس کا عام اعلان کر دوں۔ تاکہ جو دوست اس ثواب میں حصہ لینا چاہیں وہ لے لیں۔

پس میں تحریک کرتا ہوں کہ قادیان کے وہ دوست جنہوں نے غلّہ خرید لیا ہے یا غلّہ کے لئے انہوں نے روپیہ کا انتظام کر لیا ہے۔ وہ اپنے غریب بھائیوں کے لئے اپنے غلّے کا چالیسواں حصہ بطور چندہ ادا کریں۔ تاکہ مصیبت اور تنگی کے وقت غرباء کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

دیکھو

مومنوں کے متعلق

قرآن کریم میں یہ بات بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ بھوک اور تنگی کے وقت غرباء کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور درحقیقت [illegible] کے لحاظ سے یہی مقام ہے جس کے حاصل کرنے کی ہر مومن کو کوشش کرنی چاہیئے۔ [illegible] موجودہ زمانہ میں ہمیں وہ نمونہ دکھلانے [illegible] موقعہ نہیں ملتا۔ جو صحابہؓ نے مدینہ میں دکھ[illegible] اس سے ہمیں کم سے کم اس موقعہ پر غرباء کی مدد کر کے اپنے اس فرض کو ادا کرنا چاہیئے جو اسلام کی طرف سے ہم پر عائد کیا گیا ہے اور اگر ہم کوشش کریں۔ تو اس مطالبہ کو پورا کرنا کوئی بڑی بات نہیں

پانچسو من غلے کا اندازہ

بھی درحقیقت کم ہے۔ اور یہ بھی سارے سال کا اندازہ نہیں۔ بلکہ آخری پانچ مہینے کا اندازہ ہے۔ جبکہ قحط کا خطرہ ہے۔ ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آئندہ فصل اچھی کر دے۔ اور بجار وغیرہ نکل آنے کی وجہ سے گندم سستی ہو جائے۔ بہرحال ہم میں سے ہر ایک کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ

اللہ تعالےٰ کے غریب بندے

خدا تعالےٰ کے رزق کے ہم سے کم حصہ دار [illegible] خدا کی نامعلوم [illegible] حکمت [illegible] ہم کو رزق دے دیا۔ اور ان کو نہیں دی[illegible] شائد خدا تعالےٰ کو ہمارا امتحان منظور [illegible] کہ وہ یہ دیکھے۔ کہ ہم اس رزق کو کس طرح [illegible] استعمال کرتے ہیں۔ یا شاید بعض کے [illegible] اس میں سزا کا کوئی پہلو مخفی ہو۔ یا ش[illegible] اللہ تعالےٰ اس ذریعہ سے ہمیں ثواب د[illegible] چاہتا ہو۔ کہ چونکہ ان کو رزق نہیں ملا۔ اس لئے تم ان کو رزق دے کر اللہ تعالےٰ سے ثواب حاصل کرو۔ نہ معلوم ان تینوں باتوں میں سے کونسی بات اللہ تعالےٰ کے مدنظر ہے لیکن بہرحال یہ یقینی بات ہے۔ کہ غریب خدا تعالےٰ کے رزق میں ہم سے کم حصہ [illegible] نہیں۔ اور ہم میں سے کوئی فرد ایسا نہیں [illegible] بشر ہونے کے لحاظ سے ایک غریب پر فوقیت رکھتا ہو۔ بلکہ بشر ہونے کے لحاظ سے نبی کا فر بھی برابر ہوتے ہیں۔ قرآن کریم [illegible] بار اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ کہ ھل انا الا بشر [illegible] مثلکم [illegible] رسولا [illegible]

...ہل سے کہہ دے۔ عتبہ سے کہہ دے شیبہ
... کہہ دے۔ کہ بشر ہونے کے لحاظ سے میں
...ری طرح ہی ہوں۔ اور مجھ میں اور تم میں کوئی
... نہیں۔ اگر فرق ہے تو یہ کہ میں نے خدا تعالیٰ
...قرب کو پا لیا۔ اور تم نے اس کا انکار کرکے
... ناراض کر دیا۔ اگر تم بھی نیکی اور تقویٰ اختیار
...۔ اور تم بھی قربانیوں میں حصہ لو۔ تو اللہ
...نے تم کو بھی ویسا ہی محبوب بنا سکتا ہے
...ہے اس نے اور لوگوں کو بنایا۔ آخر خدا
...نے ابوجہل کو ابوجہل اور ابوبکرؓ کو ابوبکرؓ
...ہی لئے بنایا۔ کہ ابوبکرؓ نے اپنی بشریت
...صحیح استعمال کیا۔ اور ابوجہل نے صحیح استعمال
... کیا۔ اگر ابوجہل بھی اپنی بشریت کا صحیح
...استعمال کرتا۔ تو وہ بھی ابوبکرؓ بن جاتا پس یہ

اللہ تعالےٰ کی حکمتیں

...ہیں۔ جن کے ماتحت وہ کسی کو رزق دے
...دیتا ہے۔ اور کسی کو نہیں دیتا۔ یہ بات غلط
...ہے۔ کہ اگر کوئی عالم ہو تو اُسے رزق
...مل جاتا ہے۔ اور اگر عالم نہ ہو۔ تو رزق نہیں
...ملتا۔ ہزاروں انٹرنس پاس ہیں۔ جو چار چار
...پانچ پانچ سو روپیہ تنخواہ لے رہے ہیں۔
...اور ہزاروں بی۔ اے اور ایم۔ اے ہیں۔
...نہیں بیس بیس تیس تیس روپے کی بھی
...نوکری نہیں ملتی۔ اور اگر ملتی ہے۔ تو عارضی
...دور پر۔ پس یہ کوئی

خدا کی مشیّت

...ہے۔ جس کے ماتحت وہ اپنے بندوں کا
...امتحان لیتا رہتا ہے۔ ہر شخص
...کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ
...وہ اس امتحان میں کامیاب
...ہو۔ پس میں قادیان والوں کو
...بھی اور باہر کی جماعتوں کو
...بھی اس طرف توجہ دلاتا
...ہوں۔ کہ یہ

...ثواب حاصل کرنیکا موقع

...ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ
...باء کے لئے غلّہ دیں اور
...لوگ غلّہ نہ دے سکیں
...رقم بھیجکر ہمیں اجازت
...ہیں کہ ہم یہاں سے غلّہ خرید
...اُن کی طرف سے غرباء
...تقسیم کر دیں۔ تاکہ وہ
...گندم کو اُن ایام کیلئے

سنبھال کر رکھ لیں۔ جن میں گندم کی کمی اور
قحط کا خطرہ ہے۔ پھر میں

باہر کی جماعتوں کو

یہ بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اگر مقامی طور
پر انکی جماعتوں میں غریب احمدی ہوں۔ تو
وہ اُن کا بھی خیال رکھیں۔ صرف یہی نہیں
کہ قادیان کے غرباء کا خیال رکھا جائے بلکہ

ہر جگہ کے غرباء

کا مقامی جماعتیں خیال رکھیں۔ اور جو لوگ
اپنے لئے غلّہ جمع نہیں کر سکتے۔ اُن کے لئے
کچھ حصہ اپنے غلّے میں سے الگ کر دیں۔
تاکہ وہ ان ایام میں اطمینان کے ساتھ روٹی
کھا سکیں۔ اور آج سے ہی اُن کے دلوں
میں یہ پریشانی پیدا نہ ہو کہ ہم مصیبت کے
وقت کیا کریں گے۔ یہاں کی جماعت کے
دوستوں کو میں اس امر کی طرف بھی توجہ
دلانا چاہتا ہوں۔ کہ جو لوگ غلّہ خرید رہے
ہیں۔ وہ

سخت غلط طریق

اختیار کر رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ
نظام سے فائدہ اُٹھاتے بے تحاشہ اِدھر
اُدھر دوڑے پھرتے ہیں۔ آپ لوگوں نے
اجتماع اور نظام کا نظارہ
دیکھا ہُوا ہے۔ ہماری جماعت کتنی چھوٹی سی
ہے۔ مگر نظام کی وجہ سے لوگوں پر اس کا
بہت بڑا رعب ہے۔ اسی طرح آپ کو
نظام سے اپنے ہر کام میں فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

اور بجائے انفرادی رنگ میں کوشش کرنے کے
اجتماعی رنگ میں کام کرنا چاہیئے۔ اگر اکٹھے
مل کر غلّہ خریدا جاتا۔ تو

پونے چار روپے من

تک مل جاتا۔ مگر جونہی لوگوں کو روپیہ ملا۔ انہوں
نے اِدھر اُدھر دوڑنا شروع کر دیا۔ باہر
کے زمیندار اور سکھ اُن کا عجیب نقشہ
کھینچتے ہیں۔ کہتے ہیں مولویوں نے بائیسکلوں
پر بوریاں باندھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور چاروں
طرف دوڑتے پھرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ
پانچ چھ دن کے اندر اندر ایک روپیہ قیمت
بڑھ گئی۔ کیونکہ بعض لوگوں نے توگھبرا کر
اپنا غلّہ روک لیا۔ کہ نہ معلوم کیا مصیبت
آنے والی ہے۔ کہ یہ لوگ گندم خریدنے
کے لئے دوڑے پھرتے ہیں۔ اور جنہیں روپیہ
کی ضرورت تھی۔ انہوں نے گراں قیمت پر
غلّہ فروخت کرنا شروع کر دیا۔ اگر

ایک کمیٹی بنالی جاتی

اور وہ لوگوں کے لئے اکٹھا غلّہ خریدتی۔ تو
پونے چار روپے من تک بسہولت غلّہ مل
سکتا تھا۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ یہ
طریق درست نہیں۔ آپ لوگوں نے نظام کی

خوبیاں دیکھی ہوئی ہیں۔ اس نظام کو اپنے تمام کاموں میں وسیع کرو۔ اور بجائے اس کے کہ گھبرائے گھبرائے اِدھر اُدھر پھرو۔ کمیٹیاں بنالو اور باہمی مشورہ اور انتظام سے غلہ خریدو۔ اگر تم ذرا صبر سے کام لوگے تو گندم کی قیمت گر جائیگی۔ اس وقت جو اس کی قیمت چڑھی ہوئی ہے۔ یہ بالکل عارضی ہے۔ اتنی قیمت ہرگز نہیں ہونی چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں۔

اگر اللہ تعالےٰ اپنا فضل کرے

اور جیسا کہ گورنمنٹ کوشش کر رہی ہے ستمبر اکتوبر میں مکی۔ باجرہ اور چاولوں کی کثرت ہو جائے تو گندم کی قیمت یک دم گرنے کا احتمال ہے۔ اس وقت زمیندار گندم کو ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے۔ اور چاول یا باجرہ یا مکی پر گذارہ کرکے گندم کو سستے بھاؤ فروخت کر دیں گے۔

جو لوگ غلہ خرید رہے ہیں۔ انہیں یہ امر بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ تکلیف کے وقت

ایک ہی قسم کی غذا

پر اصرار نہیں کیا جا سکتا۔ پس وہ صرف گندم پر ہی اکتفاء نہ کریں۔ بلکہ چاول وغیرہ بھی خرید لیں۔ اسطرح گندم کا خرچ بھی کم ہوگا اور ان کی صحتوں کو بھی کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اگر دوست میری اس نصیحت پر عمل کرینگے تو مجھے امید ہے کہ گندم کے جو بھاؤ اسوقت بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ گر جائیں گے۔ کیونکہ گندم کی اتنی کمی نہیں۔ جتنا ڈر کی وجہ سے خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے۔ کہ تکلیف کا سال کے آخری مہینوں میں خطرہ ہے اور اس کے لئے بھی ابھی سے غلے کا ذخیرہ کر لینا چاہیئے۔

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ سکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۶۱۵۵:۔ منکہ محمد علی ولد چودھری غلام محمد قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن سٹھیالی ڈاکخانہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۴/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائیداد نہیں اور میں اپنے باپ کے ساتھ زمیندارہ کام کرتا ہوں۔ میں اپنے والدین سے الگ نہیں ہوں اور زمیندارہ پیداوار سے جو میرا حصہ ہوگا۔ اس سے دسواں حصہ میں اپنا چندہ ادا کرتا رہونگا۔ اندازاً میری سالانہ آمد اسّی روپے ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میرے مرنے پر اگر میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد علی بقلم خود موصی۔ گواہ شد:۔ غلام حسین ولد نور محمد سٹھیالی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد شفیع ولد اللہ دتہ سٹھیالی نشان انگوٹھا

نمبر ۶۱۵۶:۔ منکہ محمد یسین ولد رحمت اللہ قوم افغان پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت جون ۱۹۳۴ء ساکن ٹانگا افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۱/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد ۱۴۹ روپے ہے میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا میرے مرنے کے وقت میری جسقدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد یسین معرفت ریلوے سٹیشن ٹانگا رم برٹش ایسٹ افریقہ۔ گواہ شد:۔ مختار احمد ایاز۔ گواہ شد:۔ سید ناصر احمد شاہ۔ گواہ شد:۔ شیخ مبارک احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

یکم جون کو وی پی ہونگے

الفضل مورخہ ۱۴۔۱۷ مئی میں الفضل کے ان خریدار اصحاب کی فہرست شائع ہوئی ہے۔ جن کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ یا ۲۰ جون تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہو۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنا نام ملاحظہ فرما کر سال کا چندہ یکم جون ۱۹۴۲ء تک بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما دیں۔ یا وی۔پی روکنے کی اطلاع بھیجدیں جن احباب کی طرف سے اس تاریخ تک چندہ وصول نہ ہوا۔ یا وی۔پی روکنے کی اطلاع نہ ملی۔ ان کی خدمت میں یکم جون کو وی۔پی ارسال کر دیئے جائیں گے۔

منیجر

تعداد پوری ہو چکی ہے!

قبل ازیں الفضل کے خطبہ نمبر کے ایک سو پرچے نادار احمدی اصحاب یا طالب حق غیر احمدی دوستوں کے نام ڈیڑھ روپیہ فی پرچہ کے حساب سے جاری کرنے کے متعلق اعلان کیا گیا تھا۔ یہ تعداد پوری ہو چکی ہے۔ اسلئے آئندہ جو دوست خطبہ نمبر جاری کرانا چاہیں وہ اڑہائی روپیہ سالانہ کے حساب سے رقم ارسال فرمادیں۔

"منیجر"

"الفضل" ہفتہ میں ایک دن شائع نہیں ہوتا

بعض احباب یہ شکایت کرتے ہیں۔ کہ انہیں ہفتہ میں ایک بار "الفضل" نہیں ملتا۔ اور اس کو وہ ڈاک کی خرابی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ایسے احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ "الفضل" کو ہفتہ میں ایک دن تعطیل ہوتی ہے۔ چنانچہ اتوار کے روز "الفضل" شائع نہیں ہوتا۔

"منیجر"

ایک ضروری استصواب

کچھ عرصہ قبل تک دفتر ہذا کا دستور تھا۔ کہ وی۔پی ہر ماہ پہلے ہفتہ کے آخر میں احباب کی خدمت میں بھیجے جاتے تھے۔ لیکن اس ماہ سے ہم نے اس خیال سے۔ کہ ملازم پیشہ اصحاب کو تنخواہ بالعموم مہینہ کے ابتدائی ایام میں مل جاتی ہے۔ اور انہیں ان ایام میں وی۔پی وصول کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ یہ دستور بدل دیا اور یہ طریق اختیار کیا۔ کہ وی۔پی یکم تاریخ کو ارسال کئے جایا کریں۔ تا ان تک مہینہ کے ابتدائی ایام میں ہی پہنچ جائیں۔ اس پر تین دوستوں نے بذریعہ خطوط ہمیں مشورہ دیا۔ کہ پہلا دستور ہی بہتر ہے۔ اس لئے کہ جو خریدار بذریعہ منی آرڈر رقم ارسال کرنا چاہیں۔ وہ کسی مہینہ کی پہلی تاریخ سے قبل ارسال نہیں کر سکتے۔ انکو ادائیگی چندہ کیلئے مہینہ کے پہلے ہفتہ کے آخر تک مہلت ملنی چاہیئے۔ اور اس کے بعد وی۔پی ارسال کرنے چاہئیں۔ اس بارہ میں اگر اور احباب بھی اپنے مشوروں سے ہمیں آگاہ فرما سکیں، تو عین مہربانی ہوگی۔ ہمارا نقطۂ نگاہ اس ضمن میں یہ ہے۔ کہ ادائیگی چندہ میں باقاعدگی کے اصول کو برقرار رکھتے ہوئے دوستوں کو زیادہ سے زیادہ سہولت مہیا کریں۔

خاکسار منیجر "الفضل"

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۷ مئی۔ برطانی ہیڈ کوارٹر سے ایک خاص اعلان کیا گیا ہے۔ کہ لیبیا میں دشمن کی ایک بڑی ہتھیار بند فوج رات کے وقت بیئر الحکیم میں ہمارے مورچوں تک بڑھ آئی۔ اور آج صبح سے ہماری مسلح فوج سے لڑائی ہو رہی ہے۔ خیال ہے۔ کہ دشمن کا جارحانہ حملہ شروع ہو گیا ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ لیبیا میں جرمن کمانڈر انچیف جنرل رومیل کو بھاری کمک پہنچ گئی ہے۔ اور اب اس کے پاس پہلے سے زیادہ فوج ہے۔ اگرچہ مشرق وسطیٰ سے کافی اتحادی فوج دوسرے محاذوں پر روانہ کی جا چکی ہے پھر بھی برطانی فوج مقابلہ کیلئے کافی طور پر مضبوط ہے

لنڈن ۲۸ مئی۔ شاہ اٹلی نے حال میں فرانسیسی سرحد پر تین لاکھ اطالوی فوج کا معائنہ کیا ہے۔ مارشل پیٹان بھی فرانسیسی فوجوں کے معائنہ کیلئے روانہ ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے۔ کہ اطالوی فوج کارسیکا پر حملہ کرنے والی ہے۔

ٹوکیو ۲۷ مئی۔ جاپان کے وزیر اعظم نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آسٹریلیا کو چاہئے کہ اپنے رویہ پر دوبارہ غور کرے اور مشرقی ایشیا کے نئے نظام کی تعمیر میں حصہ لے۔ جاپان ایک چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ لڑائی لڑنا ابھی باقی ہے۔ وزیر خارجہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ روس اور جاپان کے تعلقات کوئی فرق نہیں آیا۔ جاپانی ہوائی فوجیں بڑی تیزی سے نیو گنی میں جمع کی جا رہی ہیں۔ اور توقع ہے کہ وہ کوئی شدید حملہ کرنے والی ہیں۔

ماسکو ۲۷ مئی۔ ازیون اور بارونیکوف میں سرخ فوج نے جرمنوں کا جوابی حملہ روک دیا ہے۔ اور ایک دریا کے موڑ پر پاؤں جما کر آگے بڑھ رہی ہے۔ اس محاذ پر جرمنوں نے جو شگاف کر دیا تھا۔ اس کے ایک بازو کو کاٹ کر روسی فوجیں آگے بڑھ رہی ہیں۔ مارشل تموشنکو کی فوجیں خارکوف کے شگاف میں جوابی حملے کر کے اب آگے بڑھ رہی ہیں۔ لیکن جرمن خارکوف کے مختلف محاذوں پر بڑی سختی سے ڈٹے ہوئے ہیں اب اس محاذ پر جنگ انتہائی مرحلہ میں داخل ہو گئی ہے۔ تین روسی فوجوں کو گھیرنے کے متعلق جرمنوں کا دعویٰ بالکل غلط ہے۔

چنگ کنگ ۲۸ مئی۔ چینی ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جاپانی فوجیں ننگانگ کے جنوب اور جنوب مشرق میں پہنچ گئی ہیں

صوبہ یونن کے مختلف مقامات پر چینی گوریلا دستے حملے کر رہے ہیں۔ چین کے صوبہ چی کیانگ کے صدر مقام کے محاذ پر گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔ جاپانی بڑے زور سے حملے کر رہے ہیں مگر انہیں بھاری نقصان کے ساتھ پسپا کیا جا رہا ہے۔ دشمن کی پیشقدمی کو روکنے کے لئے بری سرنگوں کے جال بچھا دیئے گئے ہیں۔ مشرقی اور شمالی مورچوں پر پندرہ سو جاپانی ہلاک ہو گئے۔ امریکہ نے ادھار و پٹہ کے قانون کے ماتحت چین کو سامان جنگ مہیا کرنا منظور کر لیا ہے۔

قاہرہ ۲۸ مئی۔ لیبیا کے متعلق آج اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کل سویرے دونوں طرف سے بکتر بند فوجوں اور ٹینکوں سے جو لڑائی شروع ہوئی تھی وہ جاری ہے۔ بئر الحکیم کے مقام پر دشمن پر حملہ کیا گیا ہے۔ اور ایک علاقہ میں لڑائی ہو رہی ہے۔ ابھی یہ اندازہ لگانا کہ کس کا پلہ بھاری ہے مشکل ہے۔ عزالہ کے مورچوں کے پاس بھی دشمن پہنچ گیا تھا مگر اسے بھگا دیا گیا ہے۔ انگریزی ہوائی جہاز فوج کا خوب ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ بئر الحکیم سمندر سے چالیس میل اندر واقعہ ہے۔ جہاں سے عزالہ کو اونٹوں کے قافلے جاتے ہیں۔

دہلی ۲۸ مئی برما میں آج بھی انگریزی ہوائی جہازوں نے دشمن کے اڈوں پر حملے کئے۔ زیادہ زور اکیاب پر رہا۔ ایک سٹیمر کو نشانہ بنایا گیا اور ایک کو آگ لگا دی گئی۔

دہلی ۲۸ مئی۔ جنرل ویول برما اور ہندوستان کی سرحد کا دورہ کر کے دہلی واپس آ گئے ہیں انہوں نے بیان کیا ہے۔ کہ جنرل الگزنڈر کی فوجیں ہندوستان کی سرحد پر پہنچ گئی ہیں ان کی ٹھیک تعداد تو نہیں بتائی جا سکتی۔ مگر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ جتنی فوجیں بھیجی گئی تھیں ان میں سے ۸۰ فیصدی واپس آ گئی ہیں۔ ہم قریباً اپنے سارے زخمیوں اور بیماروں کو بھی لے آئے ہیں۔ جنرل الگزنڈر کے پاس کسی وقت ایک مضبوط اور دو کمزور ڈویژنوں سے زیادہ فوج نہیں رہی۔ کیونکہ رسل و رسائل کی بہت دقت تھی۔ اس لئے اور کمک نہ بھیجی جا سکتی تھی۔ اور اسی وجہ سے فوجوں کی واپسی کا فیصلہ

کیا گیا۔ جنرل ویول نے واپس آنیوالی فوج کو دیکھا ہے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ اسے ہاری ہوئی فوج نہیں کہا جا سکتا۔ اس۔ کے فوجیوں کے حوصلے بہت اچھے ہیں۔ واپسی بہت تھوڑے وقت میں بڑی جد و جہد سے ہوئی ہے ورنہ برسات کی وجہ سے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا یہ فوج کئی ماہ سے دشمن کا شاندار مقابلہ کرتی رہی۔ جبکہ اسے کمک پہونچی۔ اور نہ آرام کرنے کا موقعہ ملا۔ اب اسے از سر نو لیس ہونے کا موقعہ مل گیا ہے۔

جنرل ویول نے کہا۔ اگرچہ ہم برما میں بہت سی گاڑیاں اور ٹینک چھوڑ آئے ہیں مگر اس لئے نہیں کہ جاپانی فوجوں نے مجبور کیا۔ بلکہ اس لئے کہ چنڈون دریا کا پانی چڑھ گیا۔ ٹینک طاقت سے زیادہ کام کر چکے ہیں۔ اور اس قابل نہ تھے کہ ان سے اور فائدہ اٹھایا جاسکتا۔

دہلی ۲۷ مئی۔ حکومت ہند نے گندم اور نخود کے وعدے کے سودوں کی ممانعت کر دی ہے۔ اور وارننگ دی ہے۔ کہ اگر دوسرے اناجوں کے نرخوں میں کمی نہ ہوئی تو ان کے سودوں کی بھی ممانعت کر دی جائیگی۔ نیز حکم دیا ہے کہ اگر بڑے بڑے سٹہ بازوں نے اپنی سرگرمیاں بند نہ کیں۔ تو انہیں ڈیفنس آف انڈیا رولز کے ماتحت گرفتار کر لیا جائے گا۔

کراچی ۲۸ مئی۔ آج سنجورہی کے علاقہ میں حروں اور ملٹری میں تصادم ہوا۔ بیس حر گولی کا نشانہ بنا دئے گئے۔ دو سرکاری آدمی بھی ہلاک ہو گئے۔ حروں کی سرکوبی کیلئے جو ملٹری شہداد پور سے روانہ ہوئی ہے۔ اس کے پاس ٹینک بھی ہیں۔ لوکل نیز مرکزی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ سختی کے ساتھ اس تحریک کو دبا دیا جائے۔ کئی مقامات پر چھاپے مار کر بعض حر گرفتار کئے گئے۔ ایک گاؤں کو گھیر کر پچاس حر گرفتار کئے گئے۔ اُن کے قبضہ سے سرحدی علاقہ کے نوٹ اور تین سو کارتوس برآمد ہوئے۔ لاہور میل پر ڈاکہ ڈالنے والے بھی گیارہ حر پکڑے گئے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک وعدہ معاف گواہ بن گیا ہے۔

برلن ۲۷ مئی۔ مقبوضہ ممالک کی جرمن خفیہ پولیس کے افسر اعلیٰ پر پراگ میں قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ حملہ آور کی گرفتاری کیلئے ایک کروڑ کراؤن انعام کا اعلان کیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ جو شخص حملہ آور کی مدد کریگا۔ اس کو اس کے تمام خاندان سمیت گولی سے اڑا دیا جائیگا

تمام چیکوسلواکیہ میں مارشل لاء کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

واشنگٹن ۲۷ مئی۔ مسٹر روزویلٹ کے نمائندہ کرنل جانسن ہندوستان سے واپس امریکہ پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے مسٹر کارڈل ہل سے بات چیت کی۔ اور کہا کہ میں پریذیڈنٹ سے ملے بغیر کوئی بیان نہ دونگا

دہلی ۲۷ مئی۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ۲۰ سے ۲۶ جنوری کے درمیان انگلستان سے جو بحری ڈاک ہندوستان روانہ ہوئی اُسے دشمن نے غرق کر دیا ہے۔

قاہرہ ۲۷ مئی۔ مصر کے وزیر مالیات عابد پاشا مستعفی ہو گئے ہیں اور ان کی جگہ کمال صدیقی پاشا کو مقرر کیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۷ مئی۔ روسی گورنمنٹ نے اپنے ملک کی تمام آبادی کو جنگی کوششوں کیلئے لام بند کر رکھا ہے حتیٰ کہ سکول جانے والا بچہ بھی اپنا پارٹ ادا کر رہا ہے دنیا کے اور کسی ملک میں ایسا نہیں۔

لنڈن ۲۷ مئی ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ مئی کے پہلے دو ہفتوں میں ہمارے ہوائی جہازوں نے دشمن کے ۲۸ ہوائی جہاز تباہ کر دیئے ہیں۔

لزبن ۲۷ مئی۔ شمالی فرانس کے ایک گاؤں میں نازیوں نے ۲۰ فرانسیسی نظر بند گولی سے اڑا دیئے تاکہ ایک جرمن افسر کی موت کا انتقام لیا جا سکے۔ اب یہ گاؤں فرانسیسیوں کے لئے زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔

واشنگٹن ۲۷ مئی۔ فلپائن کے صدر نے جو ان دنوں یہاں آئے ہوئے ہیں ایک بیان میں کہا کہ امریکہ اور فلپائن کے بہادر سپاہی ابھی تک منڈاناؤ میں دشمن سے لڑ رہے ہیں۔

لنڈن ۲۷ مئی۔ امریکہ کے متعدد بڑے بڑے فوجی افسر یہاں پہونچ گئے ہیں۔ اور جنگ کے بارہ میں برطانی افسروں سے بات چیت کریں گے۔

چنگ کنگ ۲۸ مئی صوبہ یونن کے مختلف مقامات پر چینی گوریلا دستے جاپانیوں پر باقاعدہ حملے کر رہے ہیں۔ دریائے سالوین کے پار ایک جاپانی فوج کو

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی)